ابوطلحہ حقانی
مفتی و مدرس جامعہ حقانیہ

قربانی اور مسائل عید قربان

الحمدللہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیا وعلی الہ الاتقیاء المنجیا الی یوم الجزا اما بعد، ماہ ذی الحجہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عظمتوں والا مہینہ ہے اس ماہ میں اسلام کے بنیادی رکن حج کی ادائیگی ہوتی' اس مہینے میں رب الانبیاء حضرت ابراہیمؑ کی عظیم سنت کی احیاء ہوئی' ذی الحجہ کے مہینے میں خصوصاً پہلے دس دن عظمت والے دن ہیں' ان دنوں کو شریعت مقدسہ نے اللہ کی عبادت' ذکر و تلاوت کے لئے خاص کر دیئے ہیں' اور خصوصیت کے ساتھ دسویں دن عید الاضحیٰ کا دن ہوتا ہے۔ جو بہت ہی مسرتوں کا حامل ہے' اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ضیافت کرتا ہے' اسی لئے اسی روز روزہ رکھنا گناہ ہے۔

ذی الحجہ کے دس دنوں کی فضیلت:

احادیث مبارکہ میں ذی الحجہ کے اول دس دنوں کی بہت فضیلت وارد ہے' حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ ﷺ مامن ایام العمل الصالح فیھن احب الی اللہ من ھذہ الایام العشرۃ قالوا یارسول اللہ ولا الجھاد فی سبیل اللہ قال ولا الجھاد فی سبیل اللہ الا رجل خرج بنفسہ ومالہ فلم یرجع من ذلک شئی (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ذی الحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی ایسا دن نہیں ہے جس میں عبادات کرنا اللہ کو زیادہ پیارا ہو' صحابہ کرام نے عرض کیا جہاد سے بھی اے اللہ کے رسول؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جہاد فی سبیل اللہ سے بھی محبوب نہیں۔ مگر وہ شخص جو اپنی جان و مال لے کر اللہ کی راہ میں نکلے اور پھر واپس نہ آئے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک اور روایت ہے'

قال رسول اللہ ﷺ مامن ایام اعظم عند اللہ ولا احب الی اللہ العمل فیھن من ایام العشرۃ فاکثروا فیھن من التسبیح والتھلیل والتکبیر (الطبرانی)

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ذی الحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی دوسرے ایام عظمت والے نہیں ہیں اور نہ ان دنوں کی نیکی سے دوسرے دنوں کی نیکی اللہ کو زیادہ محبوب ہے' اسلئے تم ان دنوں میں اللہ کی تسبیح'

تھلیل، تحمید اور تکبیر کثرت سے کرلیا کرو، تسبیح سے مراد سبحان اللہ ہے تھلیل سے مراد لا الہ الا اللہ ہے، تحمید سے مراد الحمدللہ اور تکبیر سے مراد اللہ اکبر ہے۔

جس طرح ان دنوں میں عبادت کرنا افضل ہے اللہ کا ذکر کرنا افضل ہے تو اسی طرح ان دنوں کے روزے رکھنا بھی باعث فضیلت ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات میں ان دنوں کے روزے رکھنے کی بہت زیادہ فضیلت بیان فرمائی ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ مامن ایام احب الی اللہ ان یتعبدلہ فیھا من عشر ذی الحجۃ یعدل صیام کل یوم منھا بصیام سنۃ و کقیام کل لیلۃ منھا قیام لیلۃ القدر (مجمع الزوائد) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی دن ایسا نہیں ہے جس میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں ذی الحجہ کے ان دس دنوں کی عبادت سے زیادہ محبوب ہو۔ ان دس دنوں میں سے ایک دن روزہ کا ثواب ایک سال روزوں کے ثواب کے برابر ہے، اور ایک رات کے قیام کا ثواب لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔

ان جملہ روایات سے ان دنوں کی فضیلت بالکل آشکارہ ہو جاتی ہے کہ ان دنوں میں عبادت کرنا زیادہ عظمت اور فضیلت والا ہے۔

ذی الحجہ کی نوتاریخ کا روزہ:

خصوصاً ذی الحجہ کی نوتاریخ (عرفہ) کے دن روزہ رکھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے، حضرت قتادہؓ سے روایت ہے قال قال رسول اللہ ﷺ صیام یوم العرفۃ احتسب علی ان یکفر السنۃ التی قبلہ و السنۃ التی بعدہ (مسلم) کہ آنحضرت ﷺ نے عرفہ کے دن روزہ کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ثواب کی نیت کرتے ہوئے اس روزے کو رکھے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے دن سے سال قبل اور اس دن کے سال بعد کے تمام گناہوں کو معاف کردے گا۔ اس لئے علماء کرام نے فرمایا ہے کہ ان فضائل کے حصول کے پیش نظر اس دن کا روزہ رکھنا چاہیے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: اسی طرح ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا ثواب بھی بہت بڑا ہے، اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور شروع چاند سے نویں تک برابر روزے رکھے تو بہت ہی بہتر ہے (بہشتی زیور)

عیدالاضحیٰ کی رات کی فضیلت

اس مہینے کی اول دس راتوں کی فضیلت اپنی جگہ مسلم ہے مگر دسویں ذی الحجہ کی رات کی فضیلت اپنی خاص نوعیت کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو عیدالاضحیٰ کی رات اور عیدالفطر کی رات عبادت میں مشغول رہنے کی ترغیب دی ہے، کہ وہ اس رات اللہ کی یاد میں مصروف رہے اور ڈھیروں ثواب حاصل کرے، حضرت ابوامامہؓ روایت

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' من قام لیلتی العیدین محتسباً لم یمت قلبه یوم یموت القلوب (ابن ماجہ)
کہ جو شخص دونوں عیدین کی راتوں کو ثواب کی نیت سے قیام کرے (یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے) تو اس کا دل اس دن بھی نہیں مرے گا جس دن تمام لوگوں کے قلوب مر جائیں گے۔
اور روایت میں ہے عن معاذ بن جبلؓ عن النبی ﷺ قال قال رسول الله ﷺ من احیاء اللیالی الخمس و جبت له الجنة لیلة الترویة و لیلة عرفة و لیلة النحر و لیلة الفطر و لیلة النصف من شعبان (رواہ الاصبہانی)
حضرت معاذ بن جبلؓ آنحضرت ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا' جو شخص پانچ راتوں کو زندہ رکھے (ان راتوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے) تو اس کے لئے جنت واجب ہے' وہ پانچ راتیں یہ ہیں' لیلۃ الترویۃ یعنی آٹھ ذی الحجہ کی رات' عرفہ کی رات' عید کی رات' عید الفطر کی رات اور پندرہ شعبان کی رات'

ان راتوں میں جتنا ہو سکے اللہ کی عبادت میں مشغول رہنا چاہیے' آج کل لوگ ان راتوں کو عبادت میں گزارنے کی بجائے' عیاشی اور ہوا پرستی میں گزارتے ہیں کوئی فلم بینی میں مشغول ہوتے ہیں اور کوئی شطرنج' تاش اور دیگر لعو ولعب میں مشغول رہتے ہیں' یہ ہماری کم بختی ہے کہ اتنی فضیلت والی راتیں ہم سے ویسے گزر جاتی ہیں۔

ذی الحجہ کے دس دنوں میں ناخن وغیرہ کاٹنے کا حکم:

ذوالحجہ کی فضیلت ہمارے سامنے ہے اس مہینے کے دسویں تاریخ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی احیاء ہوتی ہے' جو حضرات اس سنت کو زندہ کریں گے' ان کو چاہیے کہ پہلے سے ہی اس کے آداب کا لحاظ رکھیں' اس سنت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ جو شخص قربانی کرے گا' اس کو چاہیے کہ وہ یکم ذی الحجہ سے لے کر دس ذی الحجہ تک اپنے ناخن یا بدن کے کسی بھی حصے کے بال نہ کاٹے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اذا دخل العشر و اراد بعضکم ان یضحی فلا یصرمن من شعره و بشره شیئاً (مسلم)
کہ جب ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہو جائے تو جو تم میں سے قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو' وہ ان دس دنوں میں اپنے بال یا ناخن وغیرہ نہ کاٹے۔ علماء امت نے بھی قربانی کرنے والوں کے لئے اس امر کا خیال رکھنے کو مستحب کہا ہے' مسلمانوں کو چاہیے کہ مستحب عمل پر کاربند رہے' اس سے مزید عبادت اور احیاء سنت کی توفیق نصیب ہوگی۔

تکبیرات تشریق کی ابتداء:

ذی الحجہ کی نویں دن سے تکبیرات تشریق کہنا ہر نمازی پر واجب ہو جاتے ہیں' کہ وہ ہر فرض نماز کے بعد بآواز بلند یہ کلمات کہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد' علامہ حصکفیؒ نے ان تکبیرات کی تاریخ کے بارے میں لکھا

ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو اللہ کے حکم سے ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے لئے حضرت جبرائیلؑ جنت سے دنبہ لا رہے تھے کہ حضرت اسماعیلؑ کے بدلے ذبح کیا جائے تو ان کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں آپؑ جلدی سے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح نہ کریں چنانچہ آپ نے اس وقت ان کلمات کو اپنی زبان سے ادا کیا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اور حضرت اسماعیل کو جب ان کے بدلے فدیہ آنے کی اطلاع ملی تو آپؑ نے فرمایا اللہ اکبر وللہ الحمد (ردمختار)

ایام تشریق کو تشریق کہنے کی وجہ:

ذی الحجہ کی نویں دسویں گیارہویں بارہویں اور تیرہویں تاریخ کو ایام تشریق کہا جاتا ہے اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں (۱) بعض کا کہنا ہے کہ مشرک کہا کرتے تھے اے شبیر تو سفید ہو جا کہ ہم چلیں، یعنی تو روشن ہو جا اور ہم تیری روشنی میں اپنے راستے پر آتے جائیں شبیر ایک پہاڑ کا نام ہے جب تک سورج طلوع نہیں ہوتا تھا مشرکین مزدلفہ روانہ ہوا کرتے تھے اسلام کی روشنی پھیلنے پر ان کا یہ قول باطل ہو گیا۔

(۲) بعض کا کہنا ہے کہ لوگ قربانی کے گوشت کے ٹکڑے کر دیتے تھے اور انہیں دھوپ میں سکھاتے تھے جو گوشت دھوپ میں سکھایا جاتا ہے اسے تشریق اللحم کہتے ہیں۔

(۳) بعض کا کہنا ہے کہ عید کی نماز اور قربانی کے دن کو تشریق کہا جاتا ہے اس لئے کہ عید کی نماز اس وقت ادا کی جاتی ہے جب سورج چمک رہا ہوتا ہے اور مصلے کو بھی اسی لئے مشرق کہتے ہیں کہ وہ سورج کے نکلنے کا انتظار کرتا ہے اسی لئے عید کو تشریق کہا گیا ہے پھر جو دن اس کے تابع ہیں ان کو بھی یہی نام دیا گیا (مسائل عید و قربانی)

تکبیرات تشریق:

نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک شہری مقیم کو ہر نماز پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب ہے اگر زیادہ بار کہے تو افضل ہے اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں جو یہ ہے:

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد۔

یہ رائے امام ابوحنیفہؒ کی ہے صاحبین فرماتے ہیں کہ تکبیرات تشریق کے لئے کوئی شرط نہیں یہ تکبیرات ہر نماز پڑھنے والے پر لازمی ہے چاہے وہ مقیم ہو یا مسافر مرد ہو یا عورت۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو یا انفرادا نماز پڑھ رہا ہو بہت سارے فقہا نے اسی کو مفتی بہ قرار دیا ہے اس لئے مسلمانان عالم اسی پر عمل کریں۔

عید کی نماز کے بعد تکبیرات کا حکم:

☆ عیدالاضحیٰ نماز کے بعد تکبیرات تشریق پڑھنا علما احناف کے ہاں مختلف فیہ ہے بعض فقہا کے نزدیک پڑھنا واجب ہے اور بعض کے نزدیک نہیں لیکن علامہ ابن عابدینؒ نے لکھا ہے کہ نماز عید کے بعد بھی پڑھی جائے اسی لئے کہ

مسلمانوں کا اسی پر تعامل چلا آ رہا ہے' اور ان کی اتباع واجب ہے' (شامی ۲/۷)

☆ ایام تشریق میں فوت شدہ نماز جو اسی سال کے ایام تشریق میں قضاء ہو جائے تو اس کی بعد بھی تکبیر تشریق کہنا واجب ہے (بہشتی زیور)

☆ اگر کسی سے نماز کے بعد تکبیرات تشریق بھول جائیں اور مسجد سے باہر چلا جائے تو اس شخص سے تکبیرات ساقط ہو جائیں گی' البتہ اگر اپنی جگہ پر موجود ہو تو تاخیر کے باوجود بھی یاد آنے کی صورت میں پڑھنا ضروری ہے۔

☆ اگر ایام تشریق میں دوسرے ایام کی قضاء نمازیں ادا کی جائیں تو اسکے بعد تکبیرات تشریق نہیں پڑھی جائیں گی

☆ اگر امام صاحب سے نماز کے بعد تکبیرات بھول جائیں تو مقتدیوں کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں اور امام کا انتظار نہ کریں۔ اگر کسی سے تکبیرات تشریق چھوٹ جائیں تو پھر اس کی قضاء نہیں البتہ توبہ کرنے سے ترک واجب کا گناہ معاف ہو جائے گا۔

عید کی سنتیں:

حجامت بنوانا' غسل کرنا' مسواک کرنا' اچھے سے اچھا لباس پہننا (جو میسر ہو) سرمہ لگانا' میسر ہو تو خوشبو لگانا' صبح کو بہت سویرے اٹھنا' عیدگاہ کو سویرے جانا' عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا' عید کی نماز کے لئے جس راستے سے گیا اس کے علاوہ دوسرے راستے سے واپس آنا' عیدگاہ کو پیادہ جانا' عید میں نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھانا چاہیے بلکہ افضل یہ ہے کہ واپس آ کر قربانی کرے اور اس کا گوشت کھائے' عید میں عیدگاہ جاتے ہوئے بلند آواز سے یہ تکبیرات پڑھے' اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ عیدگاہ میں وقت سے پہلے جانا اور شروع صفوں میں بیٹھنے کی کوشش کرنا' واپسی پر عیدگاہ سے جس راستے سے گیا تھا اس کی بجائے دوسرے راستے سے آنا بھی سنت ہے۔

نماز عید کی نیت اور نماز کا طریقہ:

دو رکعت نماز عید الاضحیٰ مع چھ تکبیرات واجب کے' بندگی اللہ تعالیٰ کی' منہ طرف قبلہ شریف کے' پیچھے اس حاضر امام کے۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھنے سے پہلے امام صاحب تین بار اللہ اکبر کہیں گے' مقتدی بھی اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں' پہلی دو بار تکبیر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں' اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں' اور حسب معمول امام صاحب کے ساتھ رکعت پوری کریں' دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور قرأت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے تین بار تکبیرات کہیں گے' مقتدی حسب سابق اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں' چوتھی بار اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں۔ مستحب یہ ہے کہ امام عید کی نماز کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی الخ پڑھے۔ مسئلہ عید کی تکبیرات کے درمیان کوئی مسنون ذکر نہیں البتہ دو تکبیرات کے درمیان تین بار

بحان اللہ کہنے کی مقدار وقفہ کرے۔

خطبہ: نماز عید کے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے جس کا سننا واجب ہے' کچھ لوگ خطبہ ختم ہونے سے پہلے عید گاہ سے چلے جاتے ہیں' خواہ خطیب کی آواز سنائی دے یا نہ دے خطبہ ختم ہونے تک اپنی جگہ نہ چھوڑے۔ عید الاضحیٰ کے خطبہ میں امام صاحب قربانی اور ایام تشریق کے مسائل بیان کرے تا کہ لوگ ان مسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔ یہاں چونکہ عربی زبان کوئی نہیں سمجھتا اس لئے عید کی نماز سے پہلے جو تقریر کی جاتی ہے اس میں بھی ان احکام و مسائل کا بیان کرنا ضروری ہے۔

عیدین کے خطبوں کا طریقہ:

عید کا پہلا خطبہ یوں دیا جائے کہ اولاً مسلسل نو مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر خطبہ دے اور دوسرے خطبہ میں سات مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر خطبہ دیں' ایسا کرنا مسنون طریقہ ہے' حضرات علماء کرام نے لکھا ہے کہ منبر سے اترنے سے قبل چودہ مرتبہ اللہ اکبر کہے۔

اسی طرح جب امام خطبہ کے لئے منبر پر چڑھتا ہو تو چڑھ کر خطبہ شروع کرے' بیٹھے نہیں' اس لئے کہ منبر پر بیٹھنا اذان کے اختتام کے لئے ہوتا ہے' اور عیدین کے خطبوں میں اذان نہیں ہے۔ (درمختار)

قربانی اور قرآن:

قربانی اسلام کی مہتم بالشان عبادت ہے' اسکا اندازہ اسی سے لگتا ہے کہ قرآن مجید میں کئی مرتبہ (آٹھ سورتوں میں) خداوند کریم نے قربانی اور متعلقات قربانی' اسکی اہمیت اور حکمت و فلسفہ' مختلف امتوں میں اس شکل و صورت پر روشنی ڈالی ہے اور امت مسلمہ ملت ابراہیمی کیلئے اسے دینی شعار اور امتیازی نشان قرار دیا ہے' ارشاد خداوندی ہے: ولكل امة جعلنا منسكا ليذكروا اسم الله على مارزقهم من بهيمة الانعام (سورۃ الحج ۳۴)

ترجمہ: اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تا کہ وہ اللہ کے دیئے گئے مویشیوں پر اسکا نام بلند کریں۔"

جیسا کہ خود آیت کریمہ سے واضح ہے' یہاں منسک سے مراد ذبح کرنا (قربانی دینا) ہے' محققین اور تمام اکابر مفسرین نے اس کی تصریح کی ہے۔ (قرطبی مراح للنووی فتح القدیر للشوکانیؒ وغیرہ)

قربانی کی حکمت اور فوائد کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

لن ينال الله لحومها ولا دمآءها ولكن يناله التقوى منكم (سورۃ الحج آیت ۳۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانی کا گوشت پوست اور خون نہیں پہنچتا مگر اس کے ہاں تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

سورۃ الکوثر میں واضح اور قطعی حکم ہے۔ فصل لربک وانحر (سورۃ الکوثر ۲) "پس اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو" اسی طرح دوسری آیت میں قربانی کا مفہوم دوسری طرح یوں ذکر ہوا ہے۔ یں تو مرنے کے

ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین (الآیۃ)

ترجمہ: بیشک میری نماز' قربانی' میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔

قربانی اور حدیث:

(۱) عن ابن عمرؓ قال اقام رسول اللہ ﷺ بالمدینۃ عشر سنین یضحی (جامع الترمذی ج' ۱ ص ۲۷۷ ابواب الاضاحی) ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دس برس تک مدینہ منورہ میں رہے اور برابر قربانی کرتے رہے''

(۲) عن عبداللہ بن عمر ان رسول اللہ ﷺ کان یذبح او ینحر بالمصلی حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ عید قربان کے دن حضور اقدس ﷺ مدینہ منورہ میں اونٹ یا کسی دوسرے جانور کی قربانی کرتے' (مسند احمد ونسائی)

(۳) عن انسؓ قال ضحی النبی ﷺ بکبشین املحین اقرنین ذبحھما بیدہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور اقدس ﷺ نے مدینہ منورہ میں گندم گوں رنگ کے دو مینڈھے قربان کئے۔ (بخاری نیز کتاب اختلاف الحدیث للشافعی علی الام ج ۷' ص ۲۸)

(۴) بخاری شریف میں ہے ضحی رسول اللہ ﷺ عن ازواجہ بالبقراھ کہ رسول اللہ ﷺ ازواج مطہراتؓ کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

(۵) حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر صاحبِ وسعت پر سال بھر میں ایک قربانی واجب ہے۔ (ابن ماجہ' ص ۲۳۳)

(۶) حضور ﷺ نے فرمایا کہ من کان لہ سعۃ ولم یضح فلا یقربن مصلانا جس شخص نے استطاعت کے باوجود قربانی نہ دی وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

(۷) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ عید قربان کے دن ابن آدم کا کوئی عمل قربانی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں' قیامت کے دن قربانی کے جانور کے سینگ' بال' سُم تک اعمال حسنہ کو بھاری کردینگے۔ اسکے خون کے قطرے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتے ہیں' تو طیب نفس (دل کی خوشی) سے قربانی کرتے رہو (ترمذی' ابن ماجہ)

(۸) حضور ﷺ نے فرمایا اس کے ہر بال کے بدلے تمہارے لئے نیکی ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

(۹) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قربانی سے زیادہ افضل کوئی دوسرا عمل نہیں ہے الا یہ کہ رشتہ داری کا پاس کیا جائے۔ (طبرانی)

(۱۰) زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے عرض کیا کہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' قربانی

تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے' صحابی نے پوچھا ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے' اون کے متعلق فرمایا اس کے ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے (مشکوٰۃ' ص ۱۲۲۹) سبحان اللہ' کیا ٹھکانہ ہے رحمت خداوندی کا کہ اتنی بڑی دولت میسر ہو اور پھر بھی مسلمان کوتاہی کرے' مومن کی شان تو یہ ہے کہ قربانی اگر اس پر واجب نہ بھی ہو تو تب بھی ثواب اور نیکیوں کا یہ خزانہ ہاتھ سے نہ جانے دے۔

قربانی کس پر واجب ہے:

زکوٰۃ کی طرح قربانی کے لئے نصاب مقرر ہے' اگر کوئی شخص اس نصاب کا مالک بنے اس پر قربانی واجب ہے اور جس کے پاس اتنا نصاب نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں ہے' البتہ زکوٰۃ اور اس میں فرق صرف اتنا ہے کہ زکوٰۃ کے مال پر سال کا گزرنا ضروری ہے' سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی اور سال سے قبل مال ہلاک ہو جائے تو اس شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں رہے گی مگر قربانی کے وجوب کے لئے نصاب پر سال گزرنا ضروری نہیں ہے' اگر کوئی شخص دس ذی الحجہ کی رات کو مالک نصاب ہو جائے تو دسویں ذی الحجہ کے دن اس پر قربانی واجب ہے' وجوب قربانی کے لئے ضروری ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر نقدی یا ضرورت سے زائد سامان ہو' اگر چہ عام طور پر حضرات علماء کرام ساڑھے باون تولہ چاندی کو نقدی کے لئے معیار نصاب کا فتویٰ دیتے ہیں' لیکن موجودہ حالات اور تقاضوں کی وجہ سے سونے کے نصاب کو معیار مقرر کرنا زیادہ مناسب ہے' اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے احقر کا مضمون عصر حاضر میں ثمن عرفی کے لئے معیار نصاب سونا ہے یا چاندی' جو ماہنامہ الحق میں شائع ہو چکا ہے' دور حاضر کے عرب علماء نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

- جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اسکی قربانی واجب ہوگی (شامی)
- اگر کسی شخص کے پاس دو گاڑیاں ہیں' ایک گاڑی اس کے استعمال کے لئے ہے اور دوسری زائد ہے تو شرعاً اس پر قربانی واجب ہے۔
- اسی طرح ایک آدمی کے دو گھر یا دو پلاٹ ہیں ایک مکان میں وہ رہتا ہے اور دوسرا ضرورت سے زائد ہے اگر اس مکان کی مالیت نصاب کو پہنچتی ہو تو اس شخص پر قربانی واجب ہے۔
- کسی عورت کا مہر معجل یا جہیز کے زیورات کی قیمت نصاب کے برابر ہو تو اس عورت پر بھی قربانی واجب ہے۔
- اگر کسی زمیندار کے پاس ہل جوتنے والے بیل اور دودھ دینے والی گائے یا بھینس کے علاوہ جانور ہو اور ان جانوروں کی مالیت نصاب کے برابر ہو تو اس زمیندار پر بھی قربانی واجب ہے۔
- اگر کسی نے قربانی کرنے کی منت مانی تو اس شخص پر قربانی واجب ہے۔
- اس طرح اگر کسی نے مرنے سے قبل وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرے لئے قربانی کریں تو مرنے کے

بعد اگر اسکے ترکہ کے تہائی سے قربانی ممکن ہو تو پھر اس کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔

قربانی کا دن:

قربانی کی ادائیگی صرف تین دنوں کے ساتھ مخصوص ہے یعنی 10 ذی الحجہ 11 ذی الحجہ اور 12 ذی الحجہ ان دنوں کے علاوہ دوسرے دنوں میں قربانی ادا نہ ہوگی۔ البتہ ان تین دنوں میں پہلے دن قربانی کرنا بہتر ہے۔ گاؤں والوں کے لئے دسویں تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد بھی قربانی کرنا جائز ہے۔

قربانی کے بدلے صدقہ وخیرات کا حکم:

اب اگر کسی صاحب استطاعت شخص سے کسی غفلت یا کسی عذر کی بناء پر قربانی ذبح کرنا رہ جائے، یعنی وہ ان دنوں بناء بر عذر شرعی قربانی نہ کر سکے، ان دنوں کے بعد قربانی کی قیمت فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے، یاد رہے قربانی کے مخصوص تینوں ایام میں قیمت صدقہ کرنے سے قربانی ادا نہ ہوگی، بلکہ ان دنوں جانور ہی ذبح کرنا ہوگا۔

آداب قربانی:

☆ قربانی ایک عظیم عبادت ہے اس کو خوب دل لگی سے ادا کرنا چاہیے، بہتر یہ ہے کہ قربانی کا جانور عید سے چند روز قبل خرید ا جائے اور عید تک اس جانوروں کو خوب پالا جائے۔

☆ قربانی سے قبل چھری کو خوب تیز کر دیا جائے۔ اسی طرح ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔ اسی طرح جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کی کھال جلدی نہ اتاری جائے، حتیٰ کہ وہ جانور خوب ٹھنڈا ہو جائے۔

☆ قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھوں ذبح کرنا افضل ہے، اگر خود ذبح نہیں کر سکتا یا ذبح کرنا جانتا نہیں تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے مگر ذبح کرتے وقت خود حاضر رہنا زیادہ بہتر ہے۔

☆ قربانی کے جانوروں میں گائے، بھینس، اور بکری، بھیڑ کو ذبح کرنا مستحب ہے اور اونٹ میں نحر افضل ہے البتہ اونٹ کو بھی ذبح کیا جائے تو ایسا کرنا بھی جائز ہے۔

☆ گائے، بھینس اور اونٹ میں صرف سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، اس سے اگر ایک بھی زیادہ ہو جائے تو قربانی کسی کی بھی نہ ہوگی۔

☆ اگر بالفرض آٹھ، نو آدمی مشترکہ طور پر دو یا تین گائے خریدے اور مشترکہ طور پر ذبح کریں یہ قربانی بھی شرعاً جائز نہیں ہے، اسلئے کہ ان جانوروں میں ہر ایک کے اندر یہ آٹھ یا نو آدمی شریک ہیں البتہ اگر آٹھ آدمی مشترکہ طور پر آٹھ بکرے خریدے۔ اور قربانی کرے تو استحساناً ان تمام کی قربانی جائز ہے۔ (بدائع)

☆ قربانی کرتے وقت زبان سے نیت کہنا یا دعا پڑھنا ضروری نہیں اگر صرف دل میں خیال لائے کہ میں قربانی کرتا ہوں اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر جانور کو ذبح کرے تو قربانی درست ہوگی، البتہ زبان سے دعا پڑھنا اور نیت کرنا بہتر ہے۔

☆ قربانی کی رسی وغیرہ کو خیرات کر دے تو بہتر ہے' تاہم اگر انہیں بعینہ اپنے استعمال میں لانا چاہے تو لا سکتے ہیں

☆ اگر کسی پر قربانی کئی سالوں سے واجب تھی مگر اس نے استطاعت کے باوجود قربانی نہیں کی تو اس کیلئے لازمی ہے کہ اپنے اس عمل پر استغفار کرے اور جتنے سال اس نے قربانی نہیں کی ہے اس قدر قربانی کی قیمت صدقہ کرے'

☆ اگر قربانی سے دودھ یا اون وغیرہ اتار گیا ہو اس کو صدقہ کر کے یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔

☆ قربانی کا گوشت کافر کو بھی دیا جا سکتا ہے۔

☆ اگر کسی جانور میں چند آدمی شریک ہیں اور وہ قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنا نہیں چاہتے بلکہ وہاں کے فقراء کو دینا چاہتے ہیں تو دے سکتے ہیں' تقسیم کرنا ضروری نہیں۔

☆ ایک شخص پر قربانی واجب تھی اور اس نے قربانی کے لئے جانور بھی خریدا ذبح کرنے سے قبل وہ جانور گم ہو گیا یا چوری ہو گیا یا مر گیا تو اس شخص پر دوسرا جانور خرید لینا واجب ہے۔ اب اگر وہ جانور بھی مل جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس جانور کی بھی قربانی کی جائے۔

☆ اور جس پر قربانی واجب نہ ہو اور اس نے نفلی قربانی کے لئے جانور خریدا اور وہ قربانی سے پہلے گم ہو گیا یا چوری ہو گیا یا مر گیا تو اس شخص پر دوسرا جانور خریدنا واجب نہیں البتہ وہ جانور رایام قربانی سے پہلے ملا تو اس کو ذبح کرے اور اگر ایام قربانی کے بعد ملے اس جانور کو یا اس کی قیمت کو صدقہ کر دے۔ لیکن اگر اس نے قربانی کے لئے دوسرا جانور خریدا اور قربانی سے قبل پہلا گم شدہ جانور بھی ملا تو اب دونوں کا ذبح کرنا ضروری ہے' اس لئے کہ جب کوئی غریب آدمی قربانی کی نیت سے جانور خریدے تو وہ نذر کے حکم میں ہو جاتا ہے' جس کا پورا کرنا واجب ہے۔

☆ قربانی کے جانور کو ذبح کے لئے جس طرح بھی لٹایا جائے درست ہے البتہ مستحب یہ ہے کہ قربانی کے جانور کو قبلہ رخ لٹایا جائے۔

☆ جانور کو دائیں ہاتھ سے ذبح کرے اگر بلا عذر بائیں ہاتھ سے ذبح کیا قربانی تو جائز ہے البتہ خلاف سنت ہے

قربانی کے متفرق مسائل:

جو بیٹا باپ کے ساتھ کاروبار میں لگا ہو' اور کاروبار میں اس کا اپنا حصہ نہ ہو اور اس کے علاوہ بھی بیٹے کی ملکیت میں اتنا سرمایہ نہ ہو جو نصاب کو پہنچتا ہو تو بیٹے پر قربانی واجب نہیں' البتہ اگر باپ مالدار ہو تو باپ قربانی کرے گا۔

❁ اگر کسی کی بیوی یا بالغ اولاد کے پاس اتنا سرمایہ موجود ہو جو نصاب تک پہنچتا ہو اور باپ کی ملکیت میں نصاب کے برابر کچھ نہ ہو تو بیوی اور بالغ اولاد پر قربانی واجب باپ پر نہیں۔

❁ اگر عورت کا مہر نصاب کے برابر ہو مگر شوہر نے ابھی تک ادا نہ کیا ہو' اور شوہر فقیر ہو تو عورت پر قربانی واجب نہیں

❁ اگر کسی کے پاس ۱۰ ذی الحجہ کو نصاب کے برابر مال نہ تھا مگر اچانک ۱۱' ۱۲ ذی الحجہ کو مالدار ہو تو اس شخص پر

قربانی واجب ہے اگرچہ وہ ۱۲ ذی الحجہ کے سورج ڈوبنے سے قبل مالدار ہوا ہو۔

اگر کوئی مالدار شخص ۱۰ ذی الحجہ سے پہلے پہلے سفر پر روانہ ہوا اور قربانی کے دن سفر ہی میں رہا تو اس شخص پر قربانی واجب نہیں ہے۔

قربانی کے حصہ میں کسی دوسرے آدمی کو شریک نہیں کیا جاسکتا البتہ ثواب میں دوسرے مسلمانوں کو شریک کیا جاسکتا ہے، احادیث کی کتابوں میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح فرمایا اور اس کے ثواب میں پوری امت کو شریک فرمایا۔

شرائط وجوبِ قربانی: قربانی واجب ہونے کی شرائط یہ ہیں:

(۱) اسلام (غیر مسلم پر واجب نہیں) (۲) اقامت (مسافر پر واجب نہیں)

(۳) حریت یعنی آزاد ہونا۔ (غلام پر واجب نہیں) اس کے لئے مرد ہونا شرط نہیں عورتوں پر بھی واجب ہے، نابالغ پر نہ خود واجب ہے، نہ اس کی طرف سے اس کے ولی پر واجب ہے، لیکن صاحب بدائع علامہ کاسانی اور علامہ شامی نے عقل اور بلوغ کو شرائط وجوب قربانی میں شامل نہیں کیا ہے، لکھتے ہیں کہ واما البلوغ والعقل فیسا من شرائط الوجوب فی قوله ابی حنیفة وابی یوسف حتی تجب الاضحیة فی مال الصبی والمجنون اذا کانا موسرین (بدائع الصنائع ۵/۶۴) صاحب ھدایۃ علامہ مرغینانیؒ نے اس کو صحیح کہا ہے کہ مالدار بچے کا ولی اس کے مال سے اس کے لئے قربانی کرے گا، علامہ حصکفیؒ نے لکھا ہے:

ویضحی عن ولده الصغیر من ماله صحبه فی الهدایة قال ابن عابدین تحت قوله حیث قال والاصح ان یضحی من ماله (ردالمحتار ۶/۳۱۶)

(۴) تونگری یعنی جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو اس پر عید کے دن صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے، چاہے وہ مال تجارت ہو یا نہ ہو، اور چاہے اس پر پورا سال گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو۔ (بہشتی زیور)

قربانی کے جانور:

اونٹ، گائے، بکری کی تمام انواع (نر، مادہ، خصی، غیر خصی) کی قربانی ہوسکتی ہے، بھینس گائے میں شمار ہے، اور بھیڑ یا دنبہ بکری میں، گائے، بھینس، اونٹ ان سب میں سات آدمی بھی شریک کرسکتے ہیں، جبکہ کسی کا ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔ اگر کسی گائے یا اونٹ میں سات یا اس سے کم آدمی شریک ہوئے تو سب کی قربانی درست ہے اور اگر آٹھ یا زیادہ ہوئے تو سب کی قربانی نہ ہوگی۔

جانور کی عمر:

اونٹ پانچ سال کا، گائے بھینس دو سال کی، بکری ایک سال کی، اس سے کم عمر کی قربانی جائز نہیں، ہاں اگر دنبہ یا

بھیڑ اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو چھ مہینے کی عمر والے کی بھی قربانی درست ہے۔

کون سے جانور کی قربانی جائز نہیں:

کانے اور اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ اگر ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا یا دم تہائی یا اس سے زیادہ کٹ گئی (یہ پیدائشی نہ ہوں) تو قربانی درست نہیں' اتنا لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو یا ایسا لنگڑا جو تین پاؤں سے چل سکتا ہے' چوتھا پاؤں رکھ نہیں سکتا' یا اس سے چل نہیں سکتا' اس کی قربانی درست نہیں' جس کے سارے یا آدھے سے زیادہ دانت نہ ہوں اس کی قربانی بھی جائز نہیں' جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں یا ٹوٹ گئے ہوں' مگر جڑیں سالم نہ ہوں یا خصی ہو اس کی قربانی درست ہے۔

خنثیٰ جانور جس میں نر و مادہ دونوں کی علامتیں ہوں اور جلالہ جو صرف غلیظ چیزیں کھاتا ہو یا جس کی ٹانگ کٹی ہو اس کی قربانی جائز نہیں' اور اگر جانور خریدنے کے بعد ایسا کوئی عیب پیدا ہو تو اس کے بدلے میں دوسرا جانور خریدے' ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہ ہو تو اس کے واسطے درست ہے کہ وہی قربانی کردے۔

قربانی کے اوقات۔

(۱) قربانی کا وقت تین دن ہے یعنی ۱۰ ذی الحجہ کی طلوع صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے' پہلے دن ۱۰ ذی الحجہ سب سے افضل ہے' پھر ۱۱ ذی الحجہ پھر ۱۲ ذی الحجہ کا درجہ ہے۔

(۲) بقر عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں' ہاں دیہات یا قصبوں والے جہاں نماز عید نہ ہوتی ہو نماز فجر کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔

(۳) رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں' شاید اندھیرے میں کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی درست نہ ہو۔

(۴) اگر بارہویں کے غروب آفتاب سے پہلے مقیم ہوا یا تونگر ہوا تو قربانی کرنا واجب ہے۔

(۵) قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا اولیٰ ہے' ورنہ کسی اور سے بھی کرانا جائز ہے۔

(۶) قربانی کے جانور کو قبلہ رخ لٹا کر پہلے یہ دعا پڑھے: اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ لَاشَرِیْکَ لَهٗ' وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ ۔ پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے' اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اللھمّ تقبّلہ منّی کما تقبّلت من حبیبک محمد وَ خلیلک ابراھیم علیھم السلام۔

(۷) زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں' دل کا ارادہ بھی کافی ہے۔

(۸) جب قربانی کو ذبح کیا جائے تو یہ دعا پڑھے اللھمّ تقبّلہ منّی کما تقبّلت من حبیبک

محمد و خلیک ابراھیم علیھم السلام ۔اس لئے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک سیاہ رنگ کا سینگوں والا مینڈھا ذبح کیا اور پھر یہ دعا فرمائی بسم اللہ اللھم تقبل من محمد و ال محمد و من امۃ محمد (مشکوۃ)

(۹) اگر قربانی واجب ہو اور قربانی کے دن بغیر قربانی کئے گزر جائیں تو بعد میں بھیڑ یا بکری کی قیمت دے دی جائے اور اگر جانور خرید لیا گیا ہو تو بعینہ وہی خیرات کر دیا جائے۔

گوشت اور کھال کا حکم:

(۱) قربانی دینے والا قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور اپنے خویش و اقارب' غنی و فقراء سب کو دے سکتا ہے بہتر یہ ہے کہ کم از کم تہائی حصہ خیرات کر دے' اس سے کمی نہ کرے۔

(۲) اگر سات آدمی قربانی میں شریک ہوں تو گوشت اندازے سے نہ بانٹیں بلکہ صحیح تول کر تقسیم کریں ورنہ گناہ ہوگا

(۳) قربانی کی کھال یا اس کی قیمت خیرات کر دیں' اور ان لوگوں کو دیں جو زکوٰۃ و صدقہ فطر کے مستحق ہیں' قیمت میں جو پیسے ملیں وہی خیرات کر دیں' اگر تبدیلی کر کے دیئے تو بری بات ہے مگر ادا ہو جائیں گے۔

(۴) کھال کو اپنے کام میں بھی لا سکتا ہے' مثلاً اس سے رسی بنوائی یا چھلنی یا ڈول یا جائے نماز بنوائی۔ (بہشتی زیور)

(۵) گوشت یا چربی یا چمڑا قصائی یا کسی اور کو تنخواہ یا مزدوری میں دینے کا حکم نہیں۔

(۶) قربانی کی رسی جھول وغیرہ بھی خیرات کرنی چاہیے۔

(۷) اگر اپنی خوشی سے کسی مردہ کو ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کی جائے تو اس قربانی کے گوشت میں سے کھانا یا کھلانا اور بانٹنا سب درست ہے جس طرح اپنی قربانی کا حکم ہے۔ (بہشتی زیور)

کھال کے متعلق احکام:

قربانی کی کھال کو خدمت کے عوض دینا جائز نہیں ہے' اس لئے قصائی' مسجد کے موذن' امام اور مسجد کے خادم کو حق الخدمت کے عوض اگر قربانی کی کھال دی جائے تو ایسا کرنا درست نہیں ہے۔

مدارس اسلامیہ کے غریب اور نادار طلباء ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں' اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور احیاء دین کی خدمت بھی اسلئے مسلمانوں کو چاہیے کہ قربانی کی کھالیں مدارس اسلامیہ کے غریب طلباء کو دیں'

قربانی کی کھال کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو اپنے مصرف میں لانا جائز نہیں' بلکہ اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہے' بلکہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ بدون نیت صدقہ قربانی کی کھال کو فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

قربانی کے لئے ضروری ہے کہ تمام شرکاء کی نیت قرب الٰہی کی ہو' اگر چہ یہ نیت مختلف قربات کی ہو' لہٰذا متنفلین اور واجبین تمام کا ایک ہی جانور میں شریک ہونا درست ہے اور تمام کی قربانی جائز ہے' البتہ اگر شرکاء میں کسی ایک کی نیت

قرب الٰہی کی نہ ہو تو سب کی قربانی درست نہیں ہے۔

نذر کیا ہوا قربانی کا گوشت ناذر نہ تو خود کھا سکتا ہے اور اغنیاء کو کھلا سکتا ہے' بلکہ اس تمام گوشت کو فقراء میں تقسیم کرنا واجب ہے' البتہ نفلی قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے' اور دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے۔

کھال:

قربانی کی کھال کو بعینہ رفاہ عامہ کے کاموں میں صرف کرنا جائز ہے البتہ اگر اس کو فروخت کیا جائے تو اس کی قیمت تملیکاً دینا فقراء مساکین کو ضروری ہے' کھال یا گوشت کی قیمت رفاہ عامہ کے کاموں میں صرف نہیں کی جائے گی۔ اسی طرح قربانی کی کھال کو سیاسی پارٹیوں کو دینا بھی درست نہیں ہے۔

اغلاط العوام:

۱۰ ذی الحجہ کے بعد ۱۲ ذی الحجہ تک رات کے وقت قربانی کرنا درست ہے مگر بہتر نہیں (شامی)

☆ عوام الناس میں ایک غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ جس چھری میں لکڑی کا دستہ نہ ہو اس چھری سے جانور مردار ہو جاتا ہے' شریعت مقدسہ میں اسکی کوئی حقیقت نہیں ہے' چھری جس دھات کی بنی ہو' اس سے جانور کو ذبح کرنا جائز ہے۔

☆ اسی طرح عوام الناس میں یہ بات بھی کافی حد تک شہرت پا چکی ہے' کہ عورت ذبح نہیں کر سکتی اگر وہ ذبح کرے تو جانور مردار ہو جاتا ہے۔ یہ بات بے اصل ہے عورت اگر ذبح کرنا جانتی ہو تو جانور کو ذبح کر سکتی ہے' اور اپنی قربانی کو تو خود ہی ذبح کرے۔

☆ بعض عوام کہتے ہیں کہ بقر عید کے قربانی ہونے تک روزہ سے رہے' یہ محض بے اصل ہے' البتہ قربانی سے اول کھانا نہ کھانا مستحب ہے' لیکن وہ روزہ نہیں' نہ تو یہ فرض ہے نہ روزہ کا ثواب ہے نہ روزہ کی نیت ہے۔

☆ بعض لوگ خصی جانور کی قربانی کو درست نہیں سمجھتے سو یہ غلط ہے' بلکہ رسول اللہ ﷺ نے بذات خود خصی جانور کی قربانی کی ہے۔ اس لئے خصی جانور کی قربانی زیادہ فضیلت کی حامل ہے۔

☆ بعض لوگوں سے سنا گیا ہے کہ جو شخص قربانی کا حصہ لے اس کو ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے گوشت کھانا بند کر دینا چاہیے' شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہ بے اصل ہے۔

☆ اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ بعض لوگ یکم ذی الحجہ سے قربانی تک بیوی سے ملاپ کو شرعاً منع اور گناہ سمجھتے ہیں یہ بھی غلط ہے شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

☆ بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ ذابح کی اعانت کرنے والوں مثلاً جانور کے ہاتھ پیر اور منہ پکڑنے والوں پر بھی بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لینا واجب ہے' شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں البتہ جو شخص ذابح کے ساتھ چھری چلانے میں شریک ہو اس پر بسم اللہ پڑھنا واجب ہے۔